روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | ہفتہ ۲۳ شعبان ۱۴۰۹ھ ۔ یکم شہادت ۱۳۶۸ہش ۔ یکم اپریل ۱۹۸۹ء | نمبر ۷۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ

۱۶ جنوری تا ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء

حضور انور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے اور حضور تمام احباب جماعت کو پُرخلوص دعاؤں کے ساتھ محبت بھرا اسلام بھجواتے ہیں۔

عرصہ زیر رپورٹ میں اکنافِ عالم سے روزانہ تقریباً ۳۰۰ خطوط بذریعہ ڈاک موصول ہوتے رہے جبکہ پاکستان سے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی معرفت آنے والی سینکڑوں صفحات پر مشتمل رپورٹس اور خطوط اس کے علاوہ ہیں۔

ہر خط ملاحظہ فرمانے کے بعد حضور انور اس کا جواب لکھواتے ہیں۔ ان جوابات کی تیاری کے لئے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن میں ۴ مربیان اور ایک کارکن کے علاوہ لندن جماعت کی چند خواتین اور ۲ خدام نہایت مستعدی کے ساتھ قابلِ قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ انگریزی سیکشن میں دو کارکن اور ایک رضاکار نیز بیعت سیکشن میں جرمن خاتون محترمہ خدیجہ نذیر صاحبہ کے ہمراہ چند خواتین رضاکارانہ طور پر خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

حضور انور کی خدمتِ اقدس میں موصول ہونے والے خطوط چونکہ مختلف زبانوں میں ہوتے ہیں، اس لئے ان کے تراجم بھی حضور کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اس غرض کے لئے عربی و ٹرکش زبانوں کے علاوہ دوسری اکثر زبانوں کے مترجمین رضاکارانہ طور پر یہ خدمت بجا لا رہے ہیں۔ تمام خطوط و رپورٹس کے جوابات تیار ہونے پر حضور انور کی خدمت میں بغرض دستخط پیش کئے جاتے ہیں اور پھر شعبہ ترسیلِ ڈاک انہیں احباب جماعت تک پہنچانے کا انتظام کرتا ہے یہ شعبہ بھی ایک رضاکار دوست بڑے خلوص و جانفشانی سے چلا رہے ہیں۔ قارئین سے ان تمام احباب کے لئے خصوصی درخواست ہے جو اپنے کاموں کو پیچھے ڈال کر نہایت اخلاص سے ان خدمات پر حضور انور کی انگلستان آمد کے وقت سے کمربستہ ہیں۔

حضور انور کے خطباتِ جمعہ کی کیسٹس اور ان کے رواں ترجمہ کے کام کا ذکر بھی یقیناً احباب کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ حضور انور کے بیان فرمودہ خطبات اور تقاریر کی آڈیو، ویڈیو ریکارڈنگ کے لئے چند رضاکار دوست نہایت مستعدی سے خدمات بجا لا رہے ہیں۔ اور بفضل اللہ تعالیٰ کسی بھی خطبہ یا تقریر کے اختتام سے چند گھنٹوں کے اندر اندر یہ دوست حضور انور کی مبارک آواز کو کیسٹس کے ذریعہ ساری دنیا تک پہنچانے کا انتظام کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس سعیٔ مشکور کے نہایت خوشکن اثرات اپنوں اور غیروں میں ظاہر ہو رہے ہیں اور احباب جماعت کے اندر اس سے ایک نئی تبدیلی کے ظہور کی رپورٹیں حضور انور کی خدمت میں موصول ہو رہی ہیں۔ نمازوں اور جمعۃ المبارک پر حاضری بڑھ گئی ہے۔ تربیت کی طرف توجہ پیدا ہو گئی اور لین دین کے معاملات سدھرنے لگے ہیں اور احباب جماعت دیوانہ وار اپنے آقا کے ہر ہر ارشاد پر لبیک کہہ رہے ہیں۔

امریکہ کے ایک غیر احمدی دوست کا تاثر

جب کہ دوسری طرف غیر احمدی دوست بھی ان کیسٹس کے دیکھنے یا سننے میں دلچسپی لے رہے ہیں اور مختلف ممالک میں ایسے لوگوں کی ایک بھاری اکثریت پیدا ہو چکی ہے جو ہمارے آقا کے تازہ ارشادات سننے کے لئے بے تابی سے نئی کیسٹ کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ امریکہ کے ایک غیر احمدی دوست کا یہ واقعہ یقیناً احباب کے لئے دلچسپی کا موجب بنے گا یہ دوست حضور انور کے خطبہ کے انگریزی ترجمہ والی کیسٹس سنتے ہیں۔ ایک جمعہ کے بعد یہ خوشی خوشی ہمارے ایک احمدی بھائی کے پاس حاضر ہوئے اور فرمایا کہ لفافہ پر میرا نام ہی لکھا ہوتا ہے نا؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا تو فوراً جیب سے ایک سو ڈالر کا چیک نکال کر دیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ابھی تو صرف چند کیسٹس ہی آپ کو بھیجی گئی ہیں اور یہ رقم تو بہت گنا زیادہ ہے۔ لیکن وہ اصرار کرنے لگے کہ نہیں آپ یہ چیک رکھ لیں اور ساتھ ہی بہت بہت شکریہ ادا کرنے لگے۔

تو یہ ان نمایاں اثرات کی ایک ہلکی سی جھلک ہے جن کا ذکر مختلف ممالک سے آنے والی رپورٹس اور خطوط میں ہوتا ہے۔

اردو خطبہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل

باقی صفحہ ۷ پر

محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب کا جسدِ خاکی سپردِ خاک کر دیا گیا

نمازِ جنازہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے پڑھائی اور قبر پر دعا بھی کرائی

ربوہ ۳۰ مارچ۔ جماعت احمدیہ کے نہایت مخلص خادم اور عرصہ ۳۶ سال نہایت ذمہ داری کے عہدوں پر خدمات دینیہ بجا لانے والے فدائی محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب کا جسد خاکی آج سہ پہر بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ان کا انتقال ۲۹ مارچ ۱۹۸۹ء کو ہوا تھا۔ ان کی عمر ۶۰ سال تھی۔

موصوف کی نماز جنازہ بیت المبارک میں بعد از نماز ظہر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے پڑھائی جس کے بعد بوجہ موصی ہونے کے موصوف کی بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مولانا موصوف نے ہی دعا کرائی۔

جنازہ و تدفین میں اہل ربوہ کی کثیر تعداد شامل ہوئی۔

حالاتِ زندگی

مولانا موصوف ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو اٹھوال ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام چوہدری محمد صدیق بٹر صاحب تھا۔ مولانا کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا محترم میاں اللہ بخش صاحب کے ذریعہ آئی جو خدا کے فضل و کرم سے رفیق حضرت بانی سلسلہ تھے۔

ابتدائی تعلیم کے بعد قادیان میں ۱۹۴۰ء میں مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے وہاں پر حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ کی سرپرستی اور تربیت میں رہے میٹرک پاس کرنے کے بعد پاکستان میں جامعہ احمدیہ (احمد نگر) سے شاہد کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

مارچ ۱۹۴۴ء میں مولانا نے اپنی زندگی خدا کی راہ میں وقف کر دی۔ جامعہ سے فراغت کے بعد پہلی تقرری ۲ مارچ ۱۹۵۲ء کو ہوئی۔

۱۹۵۳ء میں جب الفضل جبراً بند کیا گیا تو حضرت فضل عمر کے ارشاد پر کراچی جا کر المصلح کا بطور روزنامہ اجراء کیا۔ اس سے قبل لاہور میں رسالہ فاروق کے ایڈیٹر رہے۔

اسی طرح ۱۹۵۰ء میں راولپنڈی میں حضرت فضل عمر کے زیر ہدایت ہفت روزہ خورشید کا اجراء کیا۔ اور نہایت کامیابی سے یہ علمی ادبی پرچہ شائع فرماتے رہے۔

بعد ازاں ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۳ء تک ملتان راولپنڈی اور لاہور میں بطور مربی سلسلہ متعین رہے اسکے بعد آپکو خدمت سلسلہ کے لئے انڈونیشیا بھجوایا گیا جہاں پر آپ نے ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۵ء تک خدمات انجام دیں۔ بعد ازاں ۱۹۷۵ء

باقی صفحہ ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے
یکم شہادت ۱۳۶۸ ہش — یکم اپریل ۱۹۸۹ء

جہیز؟

اگر کسی معاملہ پر بحث ہو رہی ہو اور اس معاملہ کی تہ کو یا حقیقت کو پائے بغیر بحث جاری رکھی جائے تو لامحالہ وہ بحث جاری ہی رہے گی۔ طرفین بات کو اپنی اپنی طرف کھینچیں گے اور مبالغہ سے کام لے کر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کریں گے۔

جہیز کا موضوع بھی اکثر زیر بحث آتا رہتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دیں گے تو اتنا دیں گے کہ دیکھنے والے دنگ رہ جائیں۔ چاہے ہمیں قرض لے کر ہی کیوں نہ سامان تیار کرنا پڑے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تعلیمیافتہ نوجوان قسمیں کھائیں کہ وہ ہرگز جہیز نہ لیں گے یعنی اپنی ہونے والی بیوی کے والدین کو مجبور کریں گے کہ وہ اپنی بیٹی کو کوئی جہیز نہ دیں ورنہ وہ یہ شادی منسوخ کر دیں گے۔ لڑکی کے سسرال والے۔ خاص طور پر اس کا ہونے والا خاوند جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں اور کم جہیز لانے پر ہندوستان میں تو بہت سی دلہنوں کو جلایا بھی جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں بھی زندگی کو اجیرن بنا دیا جاتا ہے۔ تم لائی کیا ہو۔ یہ طعنہ نئی دلہنوں کی۔ بلکہ دلہن کے پرانی ہو جانے کے بعد بھی اس کی جان نہیں چھوڑتا۔

اس بات پر غور نہیں کیا جاتا کہ جہیز ہے کیا۔ کیا یہ مانگنے والی چیز ہے یا دینے والی۔ جہیز دراصل اپنے گھر سے بیٹی کو اس کی ضروریات کی بعض اشیاء دے کر رخصت کرنے کا نام ہے۔ سسرال والے (یا ہونے والا خاوند) کسی چیز کا تقاضا کرے تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نور اللہ مرقدہ، قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کا ارشاد ہے کہ اس سے بڑھ کر ذلیل بات کوئی نہیں۔ اور یہ کہ لڑکی خالی ہاتھ باپ کے گھر سے رخصت ہو یہ بھی کوئی باپ گوارا نہیں کر سکتا۔ تو گویا بات ہے بین بین کی۔ اور منحصر ہے لڑکی کے والدین پر۔ وہ جو کچھ دے سکیں دیں۔ نہ کوئی مانگے نہ کوئی طعنہ دے۔ صرف اسی صورت میں میاں بیوی اور بیوی اور اس کے سسرال کے تعلقات ٹھیک رہ سکتے ہیں۔ ہم نے گزشتہ روز اسی کالم میں گھریلو ماحول کی بات کی تھی۔ یہ کالم بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔

کسی کی ہر صدا جو تند ہے اور تیز ہے یارو
ہمارے جذبۂ دل کے لئے مہمیز ہے یارو
ہمیں تو اپنے مستقبل کو روشن تر بنانا ہے
ہماری راہ میں تو ہر فضا گل ریز ہے یارو

ــــ ابوالاقبال

تحریم آبرو اور۔ چراغاں

پلکوں پہ آنسوؤں کا چراغاں کریں گے ہم
دل کی تپش کو اور فروزاں کریں گے ہم

جب دل میں چاندنی کا ہو اِک نور موجزن
آنکھوں میں مدّ و جزر کا ساماں کریں گے ہم

دیوانہ وار بیٹھے ہیں ہم زیست ہار کر
دیکھیں گے لوگ، چاکِ گریباں کریں گے ہم

دل بوند بوند ٹپکا تو گلزار کھِل اُٹھا
دامن بڑھاؤ۔ جشنِ بہاراں کریں گے ہم

توقیرِ آرزو کا بھرم آج رہ گیا
تحریمِ آبرو کو نگاراں کریں گے ہم

دل کی خوشی کو قید و سلاسل سے واسطہ
حاضر ہیں آؤ رونقِ زنداں کریں گے ہم

پوری صدی جلا جو وفاؤں کا وہ چراغ
بجھنے نہ پائیگا تہہ داماں کریں گے ہم

اُٹھے دعا کو ہاتھ تو عظمت اُٹھے رہے
واللہ دل کو آج فگاراں کریں گے ہم

ــــ فہمیدہ منیر ربوہ ــــ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو آف ریلیجنز میں شائع شدہ ایک بیش قیمت تحریر

حیاتِ نورِ دین پر سرسری نظر

قسط اوّل

حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ خلف الرّشید حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ذیل کا ریویو ہمیں جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب نے مرحمت فرمایا ہے جو ہم بڑی خوشی سے درج ریویو کرتے ہیں۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز

بیانِ شوق چہ حاجت کہ حالِ آتشِ دل
تواں شناخت زسوزیکہ در سخن باشد

ہم جس دنیا یا جس کائنات میں رہتے ہیں وہ مختلف سانحات اور واقعات کا ایک ایسا مجموعہ ہے کہ جسے ایجازاً کیا تفصیلاً بھی بیان کرنا ہمارے اختیار سے باہر ہے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہی روزمرہ کیا ہر ساعت اور ہر منٹ اور سیکنڈ ایسے ایسے واقعات گزر جاتے ہیں جو اپنی دلچسپی، دلآویزی اور ندرت کی وجہ سے اس کائنات کے لئے جو کچھ بھی شعور اور فہم فراست رکھتی ہے صدہا نکات اور ہزاروں عبرتوں کا زندہ مجموعہ ہوتے ہیں۔ شب و روز اگرچہ ہمارے مشاہدہ میں ایسے واقعات اور سانحات آتے رہتے ہیں لیکن ہم میں سے بہت تھوڑے ہیں جو انہیں ضمیری مشاہدہ اور عبرت کی نگاہوں سے دیکھنے کے عادی ہوں یا ان کے دلوں پر ان کا کوئی اثر پڑتا ہو۔ ہم اکثر سرسری رنگ میں واقعات اور سانحات کا مشاہدہ یا مطالعہ کرنے کے عادی ہیں۔ وہ لاپرواہی اور وہ غفلت جو ہماری زندگی کا رفتہ رفتہ لازمہ ہوتی جاتی ہے ہمیں بسا اوقات ان واقعات اور ان سانحات سے محض خالی اور کورا واپس لے جاتی ہے جو ہماری زندگی کے واسطے ایک قیمتی سبق ہوتے ہیں۔ بعض وقت ہم کہا کرتے ہیں کہ ایسی غفلت نہ ہوتی تو ہماری جھیتی دنیا کا کام ہی نہ چلتا شاید یہ کسی حد تک درست بھی ہو۔ مگر اگر یوں کہا جاوے تو زیادہ تر درست ہوگا کہ ان حالات میں ہماری زندگیوں کی داغ بیل کی روش کچھ اور ہی ہوتی۔ انسان میں یہ طبعی یا فطرتی خاصہ ہے کہ وہ مختلف مشاہدات میں سے ایک حد تک انتخاب کرنے کا عادی ہے اور اکثر اوقات نظائر اور تماثیل سے اس کا دل اور دماغ بہت کچھ حاصل کرتا ہے اسی خیال سے وہ چیدہ چیدہ مشاہدات اور واقعات کے جمع کرنے کا عادی ہے۔

تاریخ اور تذکرات کی یہیں سے بنیاد پڑی ہے۔ جب عام طور پر بعض واقعات کا بیان ہوتا ہے تو وہ ایک تاریخ یا تذکرہ ہوتا ہے۔ تحریر ہی ان کی حامل نہیں ہوتی حافظہ بھی بہت کچھ محفوظ رکھتا ہے سوانح عمریوں کی بنیاد بھی یہی ہے لوگ عموماً اس امر کے مشتاق ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ہی ابنائے جنس کی زندگی کے حالات سے واقفیت پیدا کریں۔ اور دیکھیں کہ ان کی زندگیوں اور دوسروں کی زندگیوں میں کیا کچھ فرق ہے اسی لئے اور اسی شوق میں ہر ملک اور ہر قوم میں صدہا سوانح عمریاں لکھی گئیں کچھ دوسروں نے لکھیں اور کچھ خود ہی لکھنے والے لکھ گئے۔ ہر سوانح عمری ایک خاص شخص کی زندگی اور رفتارِ زندگی کا ایک فوٹو ہوتا ہے۔ ممکن ہے اس فوٹو کے کھینچنے یا کھنچانے میں کوئی خامی اور نقص ہی رہ گیا ہو۔ اور اس وجہ سے اس پر نکتہ چینی ہو سکتی ہو۔ لیکن باوجود اس کے بھی اگر کوئی سوانح عمری نیک نیتی اور احتیاط سے لکھی گئی ہے تو اس سے دوسرے ابنائے جنس اخذ اور ترک کے سلسلہ یا تشکل میں بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بعض لوگ کبھی کبھی سوانح عمریوں کے پڑھنے سے اس واسطے اکتاتے اور دل چراتے ہیں کہ ان کے خیال میں سوانح عمری وہی پڑھنے کے قابل ہوتی ہے جو کسی پہلو سے بھی نکتہ چینی کی زد میں نہ آسکتی ہو۔ یا ان کے خیالات کے موافق ہو۔ یہ خیال درست نہیں اختلافِ خیالات اور متضاد مذاق ہونے کی وجہ سے کوئی بھی ایسی سوانح عمری نہیں مل سکتی جو سب قسم کے خیالات کا مجموعہ ہو اور جس کو سب لوگ ہی پسند کریں۔ سوانح عمری میں ایک خاص شخص کے چیدہ واقعات اور رفتار یا اقتصادِ زندگی کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ بجائے خود اس شخص کی زندگی کا ایک ریویو یا ایک تنقید ہے ہمارا فرض ہے کہ اپنے مطبوعہ اور پرستیدہ خیالات یا عقیدت کو چھوڑ کر فطرت اور انسانیت کے اعتبار سے ان کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ باوجود تضادِ خیالات کے ایسے شخص کی زندگی اور زندگی کے کارنامے کیا کچھ کیفیت اور قیمت رکھتے ہیں پڑھنے سے پہلے ہی اپنے پرستیدہ خیالات کے ہجوم سے مین میخ نکالنا راہِ تحقیق سے بعید ہے۔ انسانیت کا یہ فرض ہے کہ وہ پوری طمانیت سے حسنات کے اخذ کی کوشش کرے۔ نکتہ چینی کا میدان اس قدر وسیع ہے کہ اس سے انسانی ذات کیا ملکوتی ذات بھی نہیں بچ سکی۔

جو شخص کسی کی زندگی کا ریویو کرتا ہے وہ دراصل پیش کردہ معلومات کے مطابق ایسی زندگی کے مختلف واقعات کیفیات اور سانحات سے ایک مجموعی نتیجہ نکالتا ہے۔ یہ جدا بات ہے کہ بعض لوگ اس سے اتفاق نہ کریں لیکن واقعات کے پیش کرنے میں بہت کم اختلاف کی نوبت آتی ہے۔ اس میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں کہ انسانوں کی زندگیوں کے مختلف واقعات ایک ہی خیال یا تنقید کے تابع نہیں رہ سکتے۔ لیکن با ایں ہمہ واقعات اور اقتصادِ زندگی خود ہی ایک فیصلہ کن فیصلہ ہوتا ہے۔

معشوقہ عیاں مے گزرد بر تو و لیکن
اغیار ہمے بیند ازاں بستہ نقاب است

زندگی یا زندگیاں جن جن خوفناک گردابوں میں سے گذرتیں اور جو جو طوفان ان کی رہ میں آتے ہیں اور جن جن آزمائشوں اور مشکلات میں ان کا امتحان ہوتا ہے۔ وہ ایسی نہیں ہیں کہ ان کی واجبی قیمت نہ لگائی جائے اگر کوئی زندگی کسی حد تک ایسے تلاطم اور ایسے گرداب سے محفوظ گذر گئی ہے تو وہ واقعی تعریف اور حوصلہ افزائی کے قابل ہے۔ جن لوگوں نے زندگی کے گردابوں اور تلاطموں کا خوفناک سماں دیکھا اور مشاہدہ کیا ہے وہ کہہ سکتے ہیں کہ ساحلِ مقصود پر پہنچنا کس قدر مشکل ہے۔

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل
کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحلہا

وہ لوگ جو زندگی کی ایسی مشکلات کا شعور اور احساس نہیں رکھتے وہ دراصل زندگی کے مفہوم اور زندگی کی مشکلات سے واقف ہی نہیں ہیں وہ صرف نام کے انسان ہیں ورنہ ان میں انسانیت اور انسانی فطرت بوجوہ مردہ ہو رہی ہے وہ زندہ نہیں بلکہ مردہ ہیں۔

خیالِ زلف تو پختن نہ کارِ خاماں است
کہ زیرِ سلسلہ رفتن طریق عیّاری است

وہ زندگیاں جو شروط انسانیت اور قواعد فطرت کے ماتحت گذرتی ہیں۔ وہ زندگیاں جو اپنی راہ میں چپہ چپہ پر خار ہی نہیں بلکہ خارستان پاتی ہیں جو پھونک پھونک کر قدم رکھنا زندگی کا پہلا اصول خیال کرتی ہیں ان کا صحیح و سالم اور مامون رہنا بہت ہی قیمت رکھتا ہے اگر ہم فرائض کے ساتھ ساتھ تدین اور حزم و احتیاط بھی رکھنے کے عادی ہیں تو ہماری زندگیوں اور دوسروں کی زندگیوں میں ضرور فرق ہونا چاہیئے ایک طرف ہمارے سامنے ہمارے ارد گرد لاکھوں قسم کی تحریکات کا ہجوم ہے اور دوسری طرف ہم سے یہ عہد و پیمان لیا جاتا ہے کہ ہمارا پاؤں نہ پھسلے اور ہم لغزش نہ کھائیں۔

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

جو لوگ یہ ذمہ داری سمجھتے اور جو لوگ عہد و پیمان نباہنے والے ہیں وہی جانتے ہیں کہ اس گرد و غبار اور ان تحریکات میں سے صحیح و سالم نکلنا کیسا مشکل ہے

بآستانِ تو مشکل تواں رسید آرے
عروج بر فلکِ سروری بدشواری است

لوگ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں صرف زندہ رہنا ہی زندگی ہے بول چال پھرنا چلنا اٹھنا بیٹھنا ہی انسانیت اور زندگی کا بڑا لازمہ یا بڑا کارنامہ ہے۔ ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑا شیخی و تکبر و رعونت وغیرہ وغیرہ ہی سامانِ زندگی ہے نہیں نہیں زندگی ہاں سچی زندگی کا سماں اور روپ ہی کچھ اور ہے اگر زندگی میٹھی ہے تو ہم سے جانوروں کی زندگیاں سو درجہ اچھی ہیں سانس اور دم تو وہ بھی لیتے ہیں ان کی بعض طاقتیں ہم سے کہیں سبک دلچسپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بہتر ہیں نہیں زندگی اس سامان کا نام نہیں ہے وہ کچھ اور ہی ہے اسے صدہا میں سے کوئی ایک آدھ ہی حاصل کرتا ہے اور وہ بھی بصد مشکل اور فضل باری سے زندگی صادقہ یا حیات نوری کی راہوں سے کوئی خاص بندے ہی بہ سلامت جاتے ہیں۔ ؎

جمال شخص نہ چشم است نہ زلف و عارض و خال
ہزار نکتہ دریں کار و بار دلداری است

ایسی زندگیاں جو ان مشکلات اور ان خوفناک یورشوں سے کسی حد تک بھی صحیح و سالم اپنے تئیں لے نکلتی ہیں وہ اور اپنا ہے جنس کے واسطے ایک فخر اور ایک پاک نمونہ ہوتی ہیں ایسا نمونہ جس پر اور زندگیوں کی رفتار رفتہ رفتہ اسی راہ پر آسکتی ہے زندگیوں پر ریویو کرتے ہوئے وہ خیالات دماغ سے نکالنے ہی پڑیں گے جو بعض وجوہ سے پہلے ہی سے متموج ہو رہے ہیں کیونکہ ریویو میں پرستیدہ خیالات دور ہی رہنے چاہیئے اگر پہلے کے متموجہ خیالات کی پابندی سے ہم کسی زندگی اور اس کے واقعات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اپنے تئیں ایک فریب وہ راہ پر ڈالتے ہیں اس صورت میں اور زندگیوں اور ان کے مختلف واقعات سے جو سبق ہمیں لینے چاہیئے ان کی نوبت نہیں آتی یہ تمام باتیں ایسی ضروری ہیں جنہیں ہمیں سوانح عمریوں پر ریویو کرتے کے وقت یاد رکھنا چاہیئے۔ ؎

خموش حافظ و ایں نکتہ ہائے چوں زر سرخ
نگاہ دار کہ قلاب شہر صراف است

جس سوانح عمری کا نام عنوان میں لکھا گیا ہے وہ حضرت مولوی نورالدین صاحب (قدرت ثانیہ کے مظہر اول) کی سوانح عمری ہے جو جلد اس وقت ہمارے ہاتھ میں ہے وہ پہلی جلد ہے۔ یہ جلد اول بہ فضل خدائے کریم مولوی صاحب کی زندگی ہی میں لکھی گئی ہے ہمیں حضرت اکبر نجیب آبادی کا بدل مشکور ہونا چاہیئے کہ ان کی بدولت یہ بے بہا سوانح عمری ہمارے ہاتھوں میں پھر رہی ہے مولوی نورالدین صاحب کے انٹروڈکشن کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ ایک عرصہ دراز سے اپنی بعض خصوصیات علمی طبی۔ مذہبی اتقاء کی وجہ سے کافی سے بھی زیادہ شہرت حاصل کر چکے ہیں بلکہ یہ کہ ان کی شہرت ان کے نام سے ایک ممتاز شہرت کا درجہ رکھتی ہے۔

ایسی ہی زندگیاں اپنے مختلف واقعات میں مختلف جذبات اور تصرفات رکھتی ہیں اگر ہم چشم انصاف سے دیکھیں گے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اکثر مشاہیر کی زندگیاں اس نمونہ کی تھیں جن پر ہمیں بہت کچھ فخر اور ناز ہے ؎

جاں پر در است قصۂ ارباب معرفت
رمزے برو بپرس و حدیثے بیا بگو

سوانح عمری زیر ریویو میں ص۳۰ سے ص۵۳ تک مولوی صاحب کے عقائد کا خاکہ کھینچا گیا ہے ہمارا یہ کام نہیں کہ عقائد کی نسبت فروعی بحث کریں۔ فروعی اجتہادات کی رَو ہم کبھی بند نہیں کر سکتے اصولی عقائد کی اہم ضرورت ہے کیونکہ اسلام کی بنیاد فروعات پر نہیں ہے بلکہ اصول پر ۵۵ صفحہ سے لے کر ۱۴۱ صفحہ تک ولادت عنفوان شباب سیاحت طالب علمی تعلیم۔ سفر مکہ و مدینہ حج وغیرہ وغیرہ کے حالات قلمبند ہوئے ہیں ان حالات یا ان کیفیات کے پڑھنے سے پڑھنے والے پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی اور عجیب نکات سے آشنا ہونے کا موقعہ ملتا ہے پڑھنے کے بعد یہ کہنا ہی پڑے گا کہ علامہ نورالدین کی فطرت شروع ہی سے ایک انوکھا یا نرالا ڈھنگ یا سماں رکھتی تھی طالب علمی کے زمانہ ہی میں مولوی صاحب کی طبیعت میں غیرت دینی محبت رسول اکرم عزم راست گوئی صاف بیانی جرأت کا پایا جانا زندہ دلیل اس امر کی ہے کہ قدرت نے ان کا وجود خاص اغراض اور خاص مقاصد کے تابع بنایا تھا ان سے وہ کام لینے تھے جو خواص ہی سے لئے جاتے ہیں۔ رام پور اور لکھنؤ کے سفر اولیہ میں مولوی صاحب نے ساتھیوں سے یہ ٹھہرا لیا کہ (دینی ناقل) شعائر کے مطابق سفر میں ضرور ایک امیر قافلہ ہونا چاہیئے یہ وہ تجویز اور وہ خیال تھا جو انضباط افراد مختلفہ کے واسطے ایک تمدنی گُر ہے مسلمانوں نے جب سے یہ روش چھوڑی ان کی امارت اور تمکنت میں قریباً فرق ہی آتا گیا۔

جب طب پڑھنے کے واسطے حکیم علی حسین صاحب کے پاس شہر لکھنؤ میں گئے تو ایک معترض کی نکتہ چینی پر اس جرأت اور اس صفائی سے ایسا خوش آیند اور مسکت جواب دیا جو (دین حق۔ ناقل) کی تعلیم کا ایک جوہر بے بہا یا صرف اسی کا خاصہ ہے ہمیشہ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ (دین حق۔ ناقل) میں جس قدر جذب اور جس حد تک مساوات ہے وہ کسی اور مشرب یا مذہب میں نہیں ہے مولوی صاحب نے عملی رنگ میں اس کے ثبوت میں کمال ہی کیا کس خوبصورتی سے فرمایا "بے تکلفیاں اور السلام علیکم کی بے تکلف آواز وادی غیر ذی زرع کے اُمی اور بحریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی"

یہ وہ جواب تھا جو ہزاروں دلائل اور صدہا براہین پر ایک عاملانہ زندگی کے رنگ میں برتری اور فوقیت رکھتا ہے یہ وہ جواب تھا جو ہر منہ سے نہیں نکل سکتا۔ یہ وہ الفاظ تھے جن میں (دینی ناقل) جوش بھرا ہوا تھا۔ اس پُرجوش پُرصداقت جواب سے ثابت ہے کہ ایک (موحد) دوسرے (موحد) سے باوجود فرق مراتب اور حالات ہمسرانہ یا آزادانہ گفتگو کرنے کی روح کہاں تک رکھتا ہے جو جذب اور مساوات کا ایک پہلا زینہ ہے روشن دل حکیم اس روشن فقرہ کے سننے سے وجد ہی میں تو آگئے ایک طالب علم وہ بھی صدہا کوس کا مسافر اور یہ جرأت اللہ اللہ (دینی) تعلیم کی کیسی اعلیٰ شان ہے یہ روشن فقرہ اس جرأت حوصلہ اور عزم کا اثر تھا جو (دین) کی مقدس تعلیم سے ان کی پاک طبیعت میں شروع ہی سے منقوش ہو چکا تھا اور جو کبھی کبھی جھلک مارنے سے نہیں رُک سکتا تھا۔ ؎

ما آبروئے فقر و قناعت نمے بریم
با پادشہ بگو کہ روزی مقدر است

جاری ہے

لازمی چندہ جات (چندہ عام۔ حصہ آمد۔ چندہ جلسہ سالانہ) اور تزکیہ اموال ادا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر مال

بقیہ۔ مولانا شفیع اشرف

سے ۱۹۸۲ء تک راولپنڈی اور اسلام آباد میں مربی سلسلہ کے طور پر متعین رہے۔

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث نوراللہ مرقدہٗ نے ۱۷ مارچ ۱۹۸۲ کو آپ کی تقرری ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) کے طور پر فرما دی۔ اور اگست ۱۹۸۳ء میں قدرت ثانیہ کے مظہر رابع ایدہ اللہ نے آپ کو ناظر امور عامہ کے نہایت اہم منصب پر مقرر فرما دیا آپ نے ۵ سال تک اس ذمہ داری کو انتہائی ذمہ داری اور حسن و خوبی سے نبھایا۔ اس دوران آپ صدر بیوت الحمد سوسائٹی بھی تھے۔ سوانح فضل عمر کی تدوین بھی آپ کے سپرد تھی۔ مجلس کارپرداز کے بھی رکن تھے حدیقۃ المبشرین کے سیکرٹری بھی تھے اور متنوع کمیٹیوں اور اداروں کے رکن تھے آپ ان ذمہ داریوں کو اکتوبر ۱۹۸۸ء کے بعد خرابی صحت کی وجہ سے جاری نہ رکھ سکے البتہ تادم وفات آپ سیکرٹری حدیقۃ المبشرین رہے۔ تھے۔ آپ کو دل کی تکلیف، شوگر، بلڈ پریشر اور بعض دیگر عوارض لاحق تھے اور کام کی شدید مصروفیت کی وجہ سے عوارض بڑھتے جا رہے تھے۔

۱۹۵۷ء میں آپکی شادی حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب کی صاحبزادی محترمہ خاتم النساء صاحبہ سے انجام پائی۔ آپکی یادگار آپکی بیوہ کے علاوہ دو بیٹے مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف ایم بی بی ایس واقف زندگی اور مکرم محمود احمد اشرف صاحب بی ایس سی طالب علم درجہ رابعہ جامعہ احمدیہ (واقف زندگی) اور دو صاحبزادیاں عزیزہ مکرمہ راشدہ اشرف صاحبہ ایم اے انگلش اہلیہ مکرم نعیم الدین ارشد صاحب اور عزیزہ مکرمہ خالدہ اشرف صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ناروے اہلیہ مکرم محمود احمد چغتائی صاحب ہیں۔ مولانا موصوف کے چھوٹے بھائی مکرم محمد رشید ارشد صاحب اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ نیشنل بنک نوشہرہ زعیم انصار اللہ نوشہرہ اور تین بہنیں بھی ہیں۔

مولانا موصوف ۱۹۷۰ سے شوگر سے بیمار تھے۔ ۱۹۸۴ء میں پھیپھڑے میں تکلیف ہوئی۔ ۱۹۸۷ء میں ہائی بلڈ پریشر اور دل کے عوارض لاحق ہوئے۔ وفات سے دو روز قبل دائیں بازو میں درد اور سانس کی تکلیف سے فضل عمر ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ۲۹ مارچ کی صبح ۸ بجے دل کا حملہ ہوا۔ قریباً سوا دس بجے حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

مولانا موصوف سلسلہ کے جید عالم دین، نہایت برجستہ مقرر اور خوبصورت شعر کہنے والے شاعر تھے۔ ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر سیرت قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث اور اجتہاد اور ائمہ اربعہ کے نظریات کے موضوع پر تقاریر فرمائیں۔ وسیع تعلقات کے حامل تھے۔ نہایت خوش مزاج، خوش گفتار اور محفل آراء شخصیت تھے۔ امام جماعت سے کلّی غیر مشروط اطاعت انکی زندگی کا اہم باب تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مخلص خادم کو اپنے قرب سے نوازے، آپ کی روح پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل کرے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طاہر الیشون پٹیل کی وفات
کا
دردناک سانحہ

مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب مربی انچارج امریکہ

عزیز طاہر ہندو تھے۔ احمدیت قبول کرکے جماعت میں داخل ہوئے۔ اخلاص میں ترقی کی۔

طبیعت افسردہ ہے اور غم سے نڈھال۔ ہمارے عزیز بھائی طاہر الیشون پٹیل اور ان کے ساتھ ایک اور عزیز پاکستانی نوجوان کو ان کے سٹور بروک لین (نیویارک) میں رات تین بجے ظالموں کے ایک گروہ نے پکڑ کر دونوں کی کنپٹیوں میں گولیاں مار کر قتل کردیا۔

عزیز طاہر خاکسار کے ہم زلف تھے۔ مخدوم و محترم قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی کی دوسری بیگم سے جو بیٹی عزیزہ شمامہ تھی اس سے ان کی شادی لندن میں ۱۹۸۴ء اپریل میں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے نیویارک کی جماعت نے اور ملک کے دوسرے احباب نے بڑے خلوص سے ہر طرح ہمدردی کی۔ بڑی بھاری تعداد میں جنازہ میں شرکت کی۔ مورخہ ۳ مارچ بروز جمعہ احمدیہ قبرستان نیویارک میں ان کی تدفین ہوئی۔

عزیز طاہر الیشون پٹیل ہندو تھے۔ ۱۹۸۳ء میں جون میں انہوں نے احمدیت قبول کی۔ خاکسار ان دنوں لندن میں جماعت کی طرف سے امام بیت لندن کے طور پر مقرر تھا۔ میرے عزیز بیٹے فہیم احمد جو میری دوسری اہلیہ صفیہ بیگم سے ہیں وہ اور یہ دونوں ایک لمبے عرصے سے ایک ہی جگہ کام کرتے تھے۔ عزیزم فہیم انہیں حکمت سے دعوت الی اللہ کرتے رہتے۔ اپنے نیک عمل و اخلاص سے انہیں متاثر کیا۔ مشکل گھڑیوں میں عزیز فہیم دعا کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ قبول ہوتی تو عزیز الیشون پٹیل بھی ان حالات کو مشاہدہ کرتا اتنے اچھے اخلاق کا نوجوان۔ خدا تعالیٰ سے تعلق دعاؤں کی قبولیت کے نظارے اور واقعات سن کر عزیز الیشون کو یہ احساس ہوا کہ وہ روزانہ مورتیوں کے آگے سر جھکاتا ماتھا ٹیکتا۔ بتیاں جلاتا ہے۔ مگر نہ وہ سنتیں نہ اس کی مشکل کی گھڑی کی دعا کا جواب دیتیں۔ آہستہ آہستہ اس کے دل پر یہ اثر ہوا کہ احمدیوں کا خدا تو سنتا ہے۔ جواب دیتا ہے۔ دعا کو قبول کرتا ہے۔ لمبے عرصہ کے بعد ایک دن ڈیوٹی سے فارغ ہوکر جب وہ دکان کے اوپر کے کمرے میں سو رہا تھا تو عزیز الیشون پٹیل نے خواب دیکھا کہ وہ فوت ہوگیا ہے ایک طرف اس کے رشتہ دار اور عزیز ہندو کھڑے ہیں اور دوسری طرف احمدیہ جماعت کے افراد کھڑے ہیں۔ ہندو رشتہ دار زور دے رہے ہیں کہ اسے جلانا ہے اور احمدی کہہ رہے ہیں کہ اسے دفنانا ہے آخر خواب میں ہی دیکھتا ہے کہ احمدی کامیاب ہوگئے ہیں اور اسے دفنا دیا ہے۔

اس خواب کے دیکھنے کے بعد رات کے تین یا چار بجے کا وقت تھا عزیز الیشون اوپر سے اتر کر اپنے کمرے کے نیچے دکان پر آیا۔ جہاں عزیز فہیم اس رات کام کر رہا تھا۔ اور ان سے کہنے لگا کہ فہیم! آج صبح مجھے بیت الفضل لے جاؤ میں نے احمدیت قبول کرنی ہے۔ اور بیعت کرنی ہے۔ عزیز فہیم نے پھر اسے دو تین بار کہا کہ مزید سوچ لو غور کرلو۔ تمہیں بہت کچھ قربان کرنا پڑے گا۔ مگر خواب کا ایسا گہرا اثر تھا کہ اس نے عزیزم فہیم کو پھر اصرار سے کہا کہ کل یعنی صبح ہوتے ہی بیت الفضل جانا ہے اور احمدیت قبول کرنی ہے عزیز فہیم آخر اس کے اصرار سے متاثر ہوا۔ بیت الفضل لندن میں خاکسار کے پاس لے آیا کہ الیشون احمدیہ جماعت میں داخل ہونے پر تیار ہوچکا ہے۔ خاکسار نے پھر اسے عواقب سے کچھ اطلاع دی لیکن اسے شرح صدر ہوچکا تھا۔

احمدیت کی محبت اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اس کے دل پر اثر تھا۔ کہ مورتیاں کچھ نہیں۔ آخر بفضلِ خدا عزیز الیشون پٹیل طاہر احمد الیشون پٹیل کی صورت میں منتقل ہوگیا۔ بیعت کرکے جماعتِ احمدیہ میں شامل ہوگیا اور ہمیشہ آخر وقت تک پورے جذبہ سے اپنے آپ کو احمدی کہتا رہا۔ لندن میں عزیز فہیم کے ساتھ کاروبار کرتا رہا۔ پھر اپنی دوکان وکٹوریہ ریلوے اسٹیشن لندن کے قریب کھول لی۔ تعلیم یافتہ نوجوان تھا۔ انجینئر تھا لیکن تجارت کی طرف مائل تھا۔ احمدیت قبول کرتے ہی شراب پینی چھوڑ دی۔ سگریٹ نوشی ترک کردی۔ چونکہ عزیز فہیم کی دعوت الی اللہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے یہ توفیق دی تھی۔ اور خاکسار کے ہاتھ پر احمدیت قبول کی تھی۔ اس لئے قدرتی طور پر انس ہمارے سارے عزیزوں اور خاندان کو اس سے رہا۔ دن بدن اخلاص میں ترقی کرتا چلا گیا چندے باقاعدہ دینے لگا۔ نماز پڑھنی اور دوسرے دینی امور سے واقفیت حاصل کرنے لگا۔

ان دنوں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) لندن میں مقیم تھے۔ اور مشن ہاؤس کے ایک حصہ میں ان کی رہائش تھی۔ انہیں جب علم ہوا کہ ایک ہندو نوجوان تعلیم یافتہ اور پھر پٹیل اور عزیز فہیم کے ذریعہ اسے احمدیت کی طرف توجہ ہوئی ہے اور احمدی ہو بھی گیا ہے تو بے حد خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے دو تین مرتبہ جب مجھے حضرت چوہدری صاحب سے ملنے کا موقعہ ہوا کسی کام کے سلسلے میں ان سے ملا تو ضرور انہوں نے یہ کہا شیخ صاحب! پٹیل احمدی ہوگیا ہے فہیم نے اسے احمدی کیا ہے۔ اور حضرت چوہدری صاحب جب یہ بات حیرت اور خوشی سے فرماتے تو آپ کے چہرہ پر ایک عجیب مسرت کی لہر حرکت کرتی ہوئی نظر آتی۔

عزیز طاہر الیشون پٹیل نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ چونکہ خاکسار نے اس کا نام امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے اسم گرامی پر رکھا تھا۔ اور وہ پہلا ہندو تھا جو لندن میں خاکسار کے ہاتھ پر احمدیت قبول کر رہا تھا۔ اس برکت سے مزید اس میں اخلاص اور دینی ترقی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ تو مجھے کہنے لگا کہ مجھے "مرزا طاہر احمد الیشون کہا کرو"۔ خاکسار نے حضور کی خدمت میں جب یہ لکھا تو از راہ شفقت و پیار حضور محظوظ ہوئے اور جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کی تقریر میں اس کا ذکر فرمایا۔

تعلق میں گہرائی پیدا ہوتی گئی۔ نوجوان تھا۔ تعلیم یافتہ تھا۔ اخلاص تھا۔ احمدی ہوچکا تھا۔ احمدی برادری کا ایک ممبر بن گیا تھا۔ اس کی شادی کی فکر ہوئی بار بار یہ خیال آتا کہ ہندوؤں سے احمدی ہوا ہے۔ خدا خیر کرے۔ کبھی اس کے اخلاص کو دیکھتے تو خیال ہوتا کہ اسے کیوں چھوڑا جائے۔ دعاؤں اور مشوروں میں فیصلہ ہوا کہ عزیزہ شمامہ سلمہا سے اس کی شادی کردیں۔ وہ تو خود بھی خواہش مند تھا۔ بار بار کہتا کہ میں آپ کا بیٹا ہوں۔ میرا اور کوئی نہیں۔ چنانچہ ۱۹۸۴ء میں اس کی شادی عزیزہ شمامہ سے ہوگئی۔

خاکسار ۱۹۸۳ء کے آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر امریکہ آگیا تھا۔ اب طاہر الیشون کا اصرار کہ خاکسار شادی میں ضرور شامل ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے عزیز طاہر کی درخواست پر مجھے اجازت مرحمت فرمائی کہ شادی میں شامل ہو جاؤں۔

تعلقات کی گہرائی کا اندازہ اس سے کریں کہ اس کے باقی رشتہ دار امریکہ میں تھے اس نے فیصلہ کیا کہ ہم بھی امریکہ آگئے ہیں وہ بھی امریکہ آنے کے لئے انتظامات کرنے لگا۔ حضور ایدہ اللہ نے اسے نصیحت فرمائی کہ "شیخ صاحب کے قریب رہنا"۔ جب امریکہ آیا تو کچھ عرصہ واشنگٹن میں مختلف کام کئے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اس کے پاس کچھ سرمایہ بھی تھا لندن کی دکان فروخت کرچکا تھا۔ نیویارک میں بروک لین کے علاقہ میں عزیز محمد عظیم قریشی جو ہم دونوں کے یعنی طاہر الیشون اور خاکسار کے ہم زلف ہیں نے فیصلہ کیا کہ دونوں مل کر کاروبار کریں اور سٹور کا سودا کیا وہاں سودا کرنے کے بعد دونوں نے کام شروع کردیا۔ سٹور ۲۴ گھنٹے کھلا رہتا تھا۔ باری باری ایک ہفتہ عظیم صاحب اور ایک ہفتہ طاہر الیشون رات کو اور دن کو سٹور پر کام کرتے تھے۔ خدا کے فضل سے اچھا کاروبار تھا نیویارک جماعت کے دوستوں نے بتایا اور وہاں کے عہدیداروں اور مکرم انعام الحق کوثر صاحب مربی نے بھی بتایا اور خاکسار کو ذاتی طور پر بھی علم تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ کہ عزیز طاہر دل کے بہت اچھے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چندوں میں باقاعدہ۔ جماعت جو بھی تحریک کرتی اس میں دلی خوشی سے حصہ لیتے۔ جوبلی کے انتظامات کے سلسلہ میں مجھے کوثر صاحب نے بتایا کہ طاہر الیشون نے کہا کہ جو ضرورت ہو بتائیں۔ نقدی کی بھی ضرورت ہوتی تو اس میں حصہ لیتے۔ چند دن پہلے یوم (فضل عمر) کے جلسہ میں جو نیو جرسی میں ہوا۔ بڑے شوق سے شامل ہوئے جمعہ کی نماز میں بھی شامل ہونے کی کوشش کرتے۔ بڑے مہمان نواز تھے۔ مربیان کے ساتھ خاص سلوک تھا۔ کچھ عرصہ پہلے واشنگٹن میں سب مربی اکٹھے ہوئے۔ اور پک نک کا پروگرام بنایا گیا۔ بعد میں کوثر صاحب نے بتایا کہ سارا خرچ عزیز طاہر الیشون نے دیا۔ وہ تواضع کر کے خوش ہوتا تھا۔

ان کی وفات دردناک حادثہ سے ہوئی۔ بہت ہی غم محسوس کیا۔ بڑی بھاری کثرت سے جماعت کے افراد نے شرکت کی۔ عزیز طاہر الیشون کی والدہ اور بھائی شکاگو سے اور کچھ دوسرے رشتہ دار اور اس کی بہنیں ڈینور اور ٹیکساس اور نیو جرسی سے فوراً نیو یارک پہنچ گئے۔ دو دن تک ہسپتال میں زیر علاج رہا۔ اگرچہ ڈاکٹر نے تو کہہ دیا تھا کہ بہت ہی نازک صورت حال ہے۔ گولی نے دماغ کو ختم کر دیا ہے۔ لیکن کوشش کر رہے ہیں۔ مگر الٰہی مشیت سے اس دنیا سے رخصت کا وقت عزیز کا آگیا تھا۔

طاہر کے جملہ ہندو رشتہ داروں کو ساری حالت دیکھ کر جماعت کی ہمدردی اور لگاتار آمد و رفت اور خدمت کے طور طریقہ دیکھ کر بہت اثر ہوا۔ کبھی کبھی وہ اپنے طور اور طریق پر عزیز طاہر کی فوتیدگی کے سلسلہ میں کبھی واضح اور کبھی اشاروں میں بات کرتے کہ ان کی مرضی سے کارروائی ہو۔ لیکن بالآخر انہوں نے کہہ دیا کہ آپ کا ہی فیصلہ یعنی ہمارا بھی فیصلہ جو ہوگا اس پر عملدرآمد ہوگا۔ بہرحال وہ جنازہ میں شریک ہوئے۔ قبرستان گئے۔ بوڑھی ماں اور بہنوں نے بالخصوص اور بھائی نے اس کی فوتیدگی کو بہت محسوس کیا۔ چند ماہ پہلے عزیز طاہر کا ایک بھائی جو ڈاکٹر تھا دیانا میں فوت ہو گیا تھا۔ تین بھائی تھے۔ دوسرا طاہر اور یہ بھی خدا کو پیارے ہو گئے۔ تیسرا بھائی بار بار غم سے کہتا کہ میں رہ گیا ہوں۔ ماننا پڑتا ہے کہ انہوں نے بہت شرافت سے تعاون کیا۔

عجیب بات ہے کہ جس رات عزیز طاہر الیشون کو ظالموں نے گولی ماری اسی رات ہمارے بھائی محمد شریف صاحب کے بیٹے عزیز خالد نے خواب دیکھا (اگرچہ طاہر ہسپتال میں تھا امید تھی کہ صحت ہو جائے گی) کہ طاہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی فیملی کے افراد اور ہندو جمع ہو گئے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہم نے اسے جلانا ہے اور دوسری طرف احمدی ہیں وہ کہتے ہیں ہم نے اسے دفنانا ہے یہ بحث ہو رہی ہے کہ طاہر جیسے خواب میں فوت شدہ دیکھتے ہیں اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور گجراتی زبان میں نعرہ تکبیر کہتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ "میں احمدی ہوں" مجھے دفناؤ۔"

اس قسم کی خواب احمدیت قبول کرنے سے پہلے خود اس نے دیکھی اور آخری وقت میں ایسی ہی خواب ملتی جلتی ایک احمدی عزیز نے نیو یارک میں دیکھی۔ سچ مچ عزیز طاہر الیشون دل سے احمدی تھا اور سچا احمدی تھا۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خبر سنتے ہی مورخہ ۲۶ فروری کو عزیزہ شمامہ سلمہا اللہ اور عزیزوں کو دلاسا بھی دیا اور فوراً دوائی بھی تجویز فرمائی اور دعا کرتے رہے اور صورت حال دریافت فرماتے رہے۔ اور وفات کی خبر سن کر الٰہی مشیت پر صبر کی تلقین فرمائی۔ اور تعزیت کا پیغام بھجوایا۔ اور قبل ازیں حادثہ کی خبر سن کر فون کرواتے رہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے عزیز طاہر کو خاص پیار تھا۔

حضور نے ان کی شادی کے بعد یہ بھی بتایا تھا کہ تمہارے ہاں بیٹا ہوگا۔ اور اس کا نام پہلے سے کرشن احمد تجویز فرمایا تھا۔ جب حضور کی خدمت میں عزیز طاہر اطلاع دینے گیا کہ حضور بیٹا ہوا ہے۔ نام تجویز فرماویں تو فرمایا کہ اس کا نام تو میں نے کرشن احمد دیر سے رکھ دیا ہے۔

اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو ہمیشہ بتلاتا۔ دیکھو احمدیوں کا خدا ایسا ہے جو اپنے بندوں کو پہلے سے بتاتا ہے۔ بعض دفعہ رشتہ دار اسے مجبور کرتے۔ دین حق ترک کرنے پر تو یہ واقعہ اور دین حق کی خوبیوں کو ان کے اپنے انداز میں پیش کرتا مگر قریبی عزیزوں سے حکمت سے بات کرتا کہ ان کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔

ان کی وفات کی خبر سنکر لندن سے مخدوم؛ محترم قاضی عبدالسلام صاحب عزیزہ شمامہ کی والدہ اور خالہ بھی پہنچ گئے۔ اور جنازہ میں شمولیت کی طاہر الیشون کی والدہ اور اس کی بہنوں اور عزیزوں نے جب جنازہ پڑھا جانے لگا تو بکس میں اس کا چہرہ دیکھ کر جو انتہا درجہ کا پرسکون جس پر بشاشت کے آثار تھے مبہوت رہ گئے۔ بہت نیک اثر لیا۔ چونکہ ان سب کا قیام دن کے وقت عزیز طاہر کے گھر میں ہی تھا۔ اور سب عزیز ہمارے بھی وہاں جمع تھے۔ انہیں دین حق کی احسن رنگ میں عملاً اور قولاً دعوت بھی کی۔ اور بہت نیک اثر لے کر گئے۔ سلسلہ اور جماعت کے نظام اور ہمدردی کے جذبات دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ حق تو یہ ہے کہ مرضیٔ مولا از ہمہ اولیٰ۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جملہ لواحقین کو صبر جمیل نصیب کرے اور موصوف کی اہلیہ اور تین چھوٹے بچوں کا ہر طرح کفیل اور حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

درخواستِ دعا

• مکرم خلیل احمد صاحب قمر قائد خدام الاحمدیہ خلیل آباد آگہار ضلع کوٹلی احمدیہ بیت الذکر کی تعمیر کے دوران دیوار گرنے سے شدید زخمی ہو گئے تھے اسلام آباد کمپلیکس میں زیر علاج ہیں۔ اب پہلے سے کچھ افاقہ ہے۔ لیکن کمزوری بہت ہے۔

• مکرم سید محمد امین شاہ صاحب کا ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں دل کا کامیاب اپریشن ہوا ہے۔

• مکرم ماسٹر انور چوہان جو کہ پنجابی کے شاعر بھی ہیں ان دنوں مختلف عوارض کی وجہ سے سخت بیمار ہیں۔

• مکرم شریف احمد صاحب اشرف مربی سلسلہ عرصہ ساڑھے پانچ سال سے آنکھوں میں السر اور کمر درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔

احباب جماعت سے تمام درخواست دہندگان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت حکیم نظام جان کے
مشہور دواخانہ پر
حکیم عبدالحمید اعوان
ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ میں حاضر ہوتے ہیں
خواتین کیلئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے
مینیجر: مشہور دواخانہ
نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ فون ۹۰۶

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر مبارک
ملک پراپرٹی ڈیلر
جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ملک زیاد عمر اسد ابن ملک فضل عمر
گول بازار ...... ربوہ

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گزارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کیلئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرما لینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں۔ (مینیجر الفضل)

OBESITY COURSE موٹاپا کورس
ایک ماہ کی ادویات کا کورس قیمت —— ۶۰/- روپے
لٹریچر ۳/- روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون
سیلز: ۷۷۱
کلینک: ۶۰۶
رہائش ڈاکٹر: ۶۰۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ مصروفیات

اس وقت حضور انور کے خطبات عربی، انگریزی، جرمن، فارسی، انڈونیشین، فرنچ اور بعض مقامی افریقی زبانوں میں احباب تک پہنچائے جا رہے ہیں اور اکثر ممالک میں یہ کام بھی رضاکارانہ طور پر ہی سرانجام دیا جا رہا ہے۔ اردو میں خطبہ کا مکمل متن بھی بالعموم اگلے روز ہی تیار ہو جاتا ہے اور اسے ترجمہ کرنے والے دوستوں کے علاوہ مختلف احمدیہ مشنز کی طرف سے شائع ہونے والے رسالوں کو بھی بھجوا دیا جاتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے امام جماعت کے ارشاداتِ مبارکہ سے ایک عالم بڑی تیزی سے فیضیاب ہو رہا ہے۔

ملاقاتیں

جہاں تک عرصہ زیر رپورٹ میں حضور انور کی ملاقات سے مشرف ہونے کا تعلق ہے تو ان ایام میں ۱۵۰ احباب نے انفرادی طور پر اور ۴۲ فیملیز نے اجتماعی طور پر ملاقات کی سعادت پائی۔ یہ احباب پاکستان اور برطانیہ کے علاوہ امریکہ، کینیڈا، اسپین، جرمنی، ڈنمارک، ناروے، الجزائر، برونائی، کینیا، گیمبیا اور سیرالیون کی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان ملاقاتوں میں احباب جماعت کے ہمراہ ۷ غیر احمدی، ۲ سکھ، ایک ہندو، ایک عیسائی اور ایک روسی آرمینین پروفیسر بھی حضور انور کی ملاقات سے مشرف ہوئے

عرصہ زیر رپورٹ میں لندن میں واقع مرکزی اور مقامی دفاتر کے عہدیداران نے ۵۴ مرتبہ حضور انور سے اہم دفتری امور کے سلسلہ میں حضور کی ہدایات و راہنمائی کے لئے ملاقات کی۔ ۱۸ جنوری کو انگریزی رسالے "ریویو آف ریلیجنز" کے بورڈ آف ایڈیٹرز نے ملاقات کی اور حضور نے انہیں رسالہ کے معیار کو بڑھانے کے لئے قیمتی ہدایات سے نوازا۔

بین الافریقی احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے دعوت

۵ فروری کو بین الافریقی احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے بعض افریقن معززین کے اعزاز میں عشائیہ تقریب منعقد کی گئی۔ حضور انور اس سے قبل ۳ فروری کو شمال کی طرف ونڈرمیر WINDER MERE تشریف لے گئے تھے وہاں حضور نے مکرم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے مکان پر قیام فرمایا اور اگلے روز وہاں سے لندن واپس تشریف لا کر حضور انور نے محمود ہال میں منعقدہ اس عشائیہ تقریب میں شرکت فرمائی اور معزز مہمانوں کے ساتھ کچھ وقت گزارا۔

جوبلی نمائشوں کیلئے کتب کی ترسیل

۲۲ جنوری کو حضور انور مکرم ایڈیشنل وکیل الاشاعت صاحب کی درخواست پر اسلام آباد تشریف لے گئے تاکہ صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر نمائشوں کے انعقاد کیلئے تمام مشنز کو کتب کی ترسیل کا کام حضور انور کی متضرعانہ دعاؤں سے شروع ہو۔ چنانچہ حضور انور کی دعاؤں کے ساتھ اس بابرکت کام کا آغاز ہوا اور اب تک بیشتر ممالک کو مختلف زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم اور دیگر دینی لٹریچر بھجوایا جا چکا ہے۔ برطانیہ کی مختلف جماعتوں کے خدام و انصار اس کام میں متعلقہ وکالت کی مدد کر رہے ہیں اور بڑے اخلاص سے وقت کی قربانی دے رہے ہیں۔

یوم اطفال

۲۸-۲۹ جنوری کو برطانیہ میں پہلا "یوم اطفال" مجلس خدام الاحمدیہ یو کے۔ کے زیر اہتمام منایا گیا۔ اس میں اطفال کے مابین مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ انگلستان بھر کی مجالس کے ۱۹۳ اطفال نے اس میں شرکت کی۔ ان میں ۱۴ بچے تو سات سال سے بھی کم عمر کے تھے۔ حضورِ انور نے ۲۹ جنوری کو اس پروگرام کے آخری سیشن میں ازراہِ شفقت شرکت فرمائی اور اطفال کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ حضور کے خطاب سے قبل تلاوت و نظم اور ناظم اطفال کی طرف سے رپورٹ پیش کی گئی اور پھر ایک بجکر ۷ منٹ پر حضور انور کا خطاب شروع ہوا۔ آپ نے انگلستان میں اس قسم کے پروگرام کے کامیاب انعقاد پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے اطفالِ احمدیت کو تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور نے اطفال کو ہمیشہ سچ بولنے اور روزانہ تلاوتِ قرآن کریم کی عادت ڈالنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدی طفل کی حیثیت سے آپ سچائی کے امین ہیں، اس لئے ہمیشہ سچ بولیں اور اس بات کو پلے باندھ لیں کہ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے بلکہ آپ کے گھروں یا دوستوں میں سے اگر کبھی کوئی مذاق سے بھی جھوٹ بولے تو آپ کا کام ہے کہ آپ نہایت ادب سے انہیں سمجھائیں کہ جھوٹ نہیں بولنا۔

روزانہ تلاوتِ قرآن کریم کی عادت ڈالنے کی نصیحت کے ضمن میں فرمایا کہ جو پڑھیں اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور جو حصے سمجھ نہ آئیں ان کے بارہ میں اپنے بڑوں سے پوچھیں۔ نیز شروع سے ہی صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں خواہ تھوڑا سا بلکہ چند الفاظ ہی کیوں نہ پڑھیں لیکن صحیح اور درست پڑھیں۔ آپ احمدیت کا مستقبل ہیں، اس لئے ان باتوں کو پیش نظر رکھیں اور آپ کی سوسائٹی میں جو خرابیاں پائی جاتی ہیں، ان سے اپنے آپ کو بچائیں۔ مثلاً یہ کہ چھوٹے بڑوں کا ادب نہیں کرتے۔ آپ ان سب برائیوں کو دور کریں اور ان کا مقابلہ اس طرح سے کریں کہ ہمیشہ باادب بنیں اور کبھی بے ادبی کا مظاہرہ نہ کریں۔

حضور انور کا یہ خطاب انگریزی زبان میں تھا۔ دوران خطاب حضور انور نے اطفال سے دریافت فرمایا کہ کن کن کو میری یہ نصائح یاد ہیں۔ جنہیں یاد ہیں وہ اپنے ہاتھ کھڑے کریں۔ اس پر اطفال کی ایک بھاری تعداد نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔

بعد ازاں حضور انور نے منتظمین کو اس امر کی نصیحت فرمائی کہ وہ اطفال کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلاتے رہا کریں۔ آخر پر حضور انور نے دعا کی طرف توجہ دلائی اور قبولیت دعا کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دراصل آج میں اس مجلس میں آپ کی دعاؤں سے ہی موجود ہوں۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ۲۸ جنوری کو حضور انور نارتھ میں واقع TORQUAY نامی ایک ساحلی شہر کی طرف تفریحی سفر پر تشریف لے گئے تھے اور پروگرام یہ تھا کہ اگلے روز اتوار کی شام تک واپسی ہوگی۔ جبکہ دوسری طرف منتظمین کی خواہش یہ تھی کہ حضور انور بنفسِ نفیس یوم اطفال میں شرکت فرمائیں لیکن اس مجوزہ پروگرام کی بناء پر اس روز لندن سے بہت زیادہ مسافت پر ہونے کی وجہ سے کہ جہاں سے واپسی مشکل تھی جب حضور انور نے ان سے معذرت فرمائی تو انہوں نے کسی سے اس امر کا اظہار کیا کہ ہم دعائیں کریں گے کہ حضور کل یہیں ہوں۔ چنانچہ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اس ساحلی شہر میں موسم سرما کے دوران ہوٹلوں کے مکمل طور پر بند ہونے کی وجہ سے رہائش کا کوئی انتظام نہ ہو سکا اور حضور انور معہ قافلہ ہفتہ کی رات کو ہی واپس لندن تشریف لے آئے اور اگلے روز اس پروگرام میں شرکت فرمائی۔

مجلس سوال وجواب

۲۲ جنوری کو ھنسلو جماعت کے زیر اہتمام بیت الفضل سے ملحقہ محمود ہال میں یہ تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں ہنسلو کے میئر، ڈپٹی میئر، کونسلرز، سابقہ ڈپلومیٹس، پروفیسرز، ٹیچرز، ڈاکٹرز، پولیس آفیسرز، چرچ کے نمائندوں اور دیگر دانشوروں نے شرکت کی۔ ان مہمانوں کی تعداد ۷۰ کے قریب تھی مجلس سوال وجواب سے قبل چائے و دیگر لوازمات سے اور بعد میں ڈنر سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ ہال کے ایک کونے میں میز پر جماعت کی طرف سے متعدد زبانوں میں شائع ہونے والے تراجم قرآن اور دیگر لٹریچر رکھا گیا تھا۔ مہمانوں نے بڑی دلچسپی کے ساتھ ان سے استفادہ کیا اور بعض نے کتب بھی خریدیں۔ ہال کی دیواروں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، حضرت بانی سلسلہ اور آئمہ احمدیت کی تصاویر، جماعت احمدیہ کی اکناف عالم میں مساعی کے چارٹس اور گرافس آویزاں کئے گئے تھے۔ اس موقعہ پر مہمانوں کو ایک ویڈیو پروگرام دکھایا گیا۔ جس میں بیت بشارت (سپین) کی افتتاحی تقریب، جلسہ سالانہ ربوہ اور حضور انور کے دورہ مغربی افریقہ کے مناظر دکھائے گئے۔

شام ۶ بجے حضور انور نے ہال میں تشریف لا کر سب سے پہلے خواتین کے سوا جملہ مہمانوں سے مصافحہ فرمایا اور بعد ازاں مجلس سوال وجواب کا آغاز ہوا۔ اس موقع پر حاضرین میں سے عیسائی، ہندو، سکھ اور غیر از جماعت دوستوں نے کل ۱۱ سوالات دریافت کئے۔ حضور انور نے ان کے نہایت مدلل، حکیمانہ اور بصیرت افروز جوابات ارشاد فرمائے۔ پوچھے جانے والے اہم سوالات درج ذیل ہیں:-

۱۔ جب خدا حاضر و ناظر ہے تو پھر پانچ وقت نماز پڑھنا کیوں ضروری ہے؟

۲۔ اقلیتیں ہی ہمیشہ مظالم کا نشانہ کیوں بنتی ہیں۔ جماعت احمدیہ پر ڈھائے جانے والے مظالم کی کیا وجہ ہے؟

۳ دنیا کے دو بڑے مذاہب میں سور کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۴ مذاہب کی بنیادی تعلیم تو اچھائیاں ہیں لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ مذاہب فساد کا باعث بنتے ہیں۔ پھر ان تمام مذاہب کی ضرورت کیا ہے اور کس طرح معلوم کیا جائے کہ سچا مذہب کون سا ہے؟

۵ سلمان رشدی کی کتاب شیطانی آیات کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

۶ ہمیں دنیا میں کامیابی کے حصول کے لئے مذہب کی کیوں ضرورت ہے، جبکہ مذہب سے بیگانہ لوگ بھی اعلیٰ کامیابیاں حاصل کر لیتے ہیں۔

۷ خدا تعالیٰ جب یہ جانتا ہے کہ انسان اچھے کام کرے گا یا برے تو پھر اس کی ذمہ داری انسان پر کیوں ڈالی جائے؟

۸ بیوت الذکر میں عورت کا کیا کردار ہے؟

۹۔ شعور اور تحت الشعور کیا چیز ہے؟

۱۰۔ ایک طرف ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور دوسری طرف یہ دنیا گناہوں کی ماں ہے۔ پھر یہ تضاد کیوں ہے؟

۱۱۔ غیر مذاہب والوں کے لئے آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

سلمان رشدی کی کتاب سے متعلق سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اس کتاب میں نہایت گندی اور گھٹیا زبان استعمال کی گئی ہے۔ یہ درست ہے کہ کسی بھی معاملہ کو لوگ مختلف طریق پر لیتے ہیں اور یہ مانا کہ لوگوں کو آزادی رائے کا حق ہونا چاہیئے مگر شائستگی بھی کوئی چیز ہے۔ پارلیمنٹ میں جب کوئی ممبر وزیر اعظم پر گندگی اچھالنا شروع کر دے تو کیا آپ اس کو مجبور نہیں کرتے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے؟ جبکہ یہاں تو بات ہی اور ہے۔ جن ہستیوں کے بارہ میں وہ بد زبانی کر رہا ہے وہ تو ایسی مقدس ہستیاں ہیں کہ لاکھوں، کروڑوں لوگ ان کی خاطر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اس موقعہ پر ۹ معزز مہمانوں کو کتب پر مشتمل تحائف پیش کئے گئے۔ ان مہمانوں میں ہنسلو کے میئر، ڈپٹی میئر، سینئر کیمونٹی ریلیشنز آفیسر، گورنر آف سکولز، چیف انسپکٹر پولیس، ۱۳ کونسلرز اور یورپین پارلیمنٹ کے ممبر شامل ہیں۔ تقریب میں شریک دو مہمانوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ہنسلو کے میئر نے حضور انور اور دیگر شرکاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آئندہ بھی جماعت کے ایسے پروگراموں میں شمولیت پر رضامندی کا اظہار کیا۔ جبکہ ڈپٹی لیڈر برائے لیبر کونسل نے کہا کہ جماعت احمدیہ ہنسلو گو چھوٹی سی جماعت ہے لیکن ہنسلو برو میں بہت ہی نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔ نیز اس دعوت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ وہ آئندہ بھی جماعتی پروگراموں میں شرکت کرتے رہیں گے۔

۸ بجکر ۵۰ منٹ پر پروگرام دعا کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

تقاریب نکاح

۲۱ جنوری کو شام ۵ بجے ھارٹلے پول (انگلستان) میں نکاح و رخصتانہ کی ایک نہایت بابرکت تقریب منعقد ہوئی جس میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس شمولیت فرمائی اور ایک بصیرت افروز خطبہ نکاح کے بعد اجتماعی دعا کروائی۔ اس موقعہ پر حضور انور نے خاندان حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں طے پانے والے دو نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ پہلا نکاح عزیزہ مکرمہ امتہ الشکور طیبہ صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر حمید احمد خاں صاحب (آف ھارٹلے پول۔ انگلستان) اور مکرم سید ہاشم اکبر احمد صاحب ابن مکرم سید محمد احمد صاحب آف لاہور کا تھا۔ دوسرا نکاح مکرمہ امتہ الوحید صاحبہ بنت مکرم مرزا انور احمد صاحب آف ربوہ اور مکرم پیر محی الدین طاہر احمد صاحب ابن مکرم پیر معین الدین صاحب آف ربوہ کا تھا۔ موخر الذکر نکاح میں فریقین کی طرف سے حضور انور ہی ولی تھے۔ چنانچہ آپ نے ایجاب و قبول فرمایا۔

اس تقریب میں شمولیت کی غرض سے مکرم ڈاکٹر حمید احمد صاحب کے مکان پر کثیر تعداد میں جمع ہونے والے مہمانوں کی اکثریت انگریز غیر احمدیوں پر مشتمل تھی جو مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان مہمانوں کی وجہ سے تقریب بہت ہی بارونق ہو گئی تھی۔

انگلستان کی اس جماعت کے اکثر احباب مرد و زن انگریز نو احمدی ہیں۔ یہ سب بھی اس تقریب میں نہ صرف موجود تھے بلکہ انتظامات میں مکرم ڈاکٹر صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کا ہاتھ بٹا رہے تھے اور یہ منظر بڑا ہی خوش کن اور روح پرور تھا۔ ان مقامی مہمانوں کے علاوہ لندن اور دیگر شہروں سے بھی متعدد دوست تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور انور بھی اسی روز بذریعہ کار لندن سے ھارٹلے پول تشریف لے گئے تھے۔

مقامی غیر احمدی دوستوں کیلئے چونکہ اس قسم کی تقریب میں شمولیت کا یہ پہلا موقع تھا۔ اس لئے مکرم ڈاکٹر حمید احمد صاحب نے تقریب سے قبل بعض بنیادی امور کا تعارف کروا دیا۔ حضور انور نے بھی اسی امر کے پیش نظر اس موقعہ پر بڑا تفصیلی خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔ جس میں نکاح کے دینی طریق کی حکمت اور طریق کار اور دیگر متعلقہ مسائل کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا۔ حضور انور نے دینی تعلیمات کی خوبیوں کو مغربی ماحول کے پس منظر میں اس خوبی و وضاحت سے بیان فرمایا کہ انگریز سامعین نہ صرف بہت مطمئن اور متاثر دکھائی دے رہے تھے بلکہ برملا اس سے اتفاق بھی کر رہے تھے۔ اس تفصیلی خطبہ اور ایجاب و قبول کے بعد حضور انور نے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لیے اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں مہمانوں کی خدمت میں چائے وغیرہ پیش کی گئی۔ اس سے فارغ ہونے پر بعض حاضرین نے چند سوالات دریافت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا جسے حضور انور نے بخوشی قبول فرمایا اور اسطرح ایک باقاعدہ مجلس عرفان کا آغاز ہو گیا۔ حضور نے مختلف النوع دلچسپ سوالوں کے بڑے تفصیلی، مدلل اور ایسے بصیرت افروز جوابات ارشاد فرمائے کہ دوران مجلس جب حضور نے ایک بار یہ اعلان فرمایا کہ جو دوست جانا چاہیں بلا تکلف تشریف لیجا سکتے ہیں تو سوائے چند ایک افراد کے، جنہیں شدید مجبوری تھی، باقی سب انگریز مہمان اپنی نشستوں پر بیٹھے رہے اور پوری دلجمعی سے مسحورانہ کیفیت کیساتھ حضور انور کے جوابات سنتے رہے۔ علاقہ کے سب سے بڑے پولیس انسپکٹر نے تو بعد میں یہ اظہار بھی کیا کہ مجلس اتنی دلچسپ اور معلوماتی تھی کہ اگر اور بھی لمبی چلتی تو بھی میرا جی یہی چاہتا تھا کہ میں اس میں بیٹھا رہوں۔ انگریز مہمانوں کی یہ دلچسپی یقیناً ایک غیر معمولی بات اور حضرت اقدس بانی سلسلہ کے اس شعر کی عکاس ہے کہ ؎

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

۶ فروری کو حضور انور نے نماز مغرب کے بعد بیت الفضل لندن میں ازراہ شفقت عزیزہ نصرت جہاں صاحبہ بنت مکرم قریشی محمد اسلم صاحب سابق مربی ٹرینیڈاڈ کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ یہ نکاح مکرم ادریس احمد صاحب بھٹی ابن مکرم محمد یوسف صاحب بھٹی مقیم کینیڈا کے ہمراہ طے پایا ہے۔ خطبہ نکاح میں حضور انور نے فرمایا کہ گذشتہ چند سالوں سے یہی دستور ہے کہ میں صرف خاندان حضرت اقدس بانی سلسلہ اور واقفین زندگی کے بچوں کے نکاحوں کا اعلان کیا کرتا ہوں اور عام نکاح نہیں پڑھاتا۔ یہ نکاح بھی ایک واقف زندگی مربی سلسلہ کی بچی کا ہے، اس لئے خود اس کا اعلان کر رہا ہوں۔ ایجاب و قبول سے قبل حضور نے اس ضروری مسئلہ کی وضاحت فرمائی کہ شرعی لحاظ سے نانا، دلہن کا ولی ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نانا، دلہن کا ولی نہیں بن سکتا اور نہ ہی وہ کسی کو اپنا وکیل مقرر کر سکتا ہے۔ اگر بالفرض شرعی ولی زندہ نہ ہو تو ایسی صورت میں معاملہ امام جماعت کی خدمت میں پیش ہوگا۔ اور پھر وہ جسے چاہیں نکاح کے موقعہ پر وکیل مقرر کریں گے۔ حضور انور نے مختصراً دونوں خاندانوں کے اخلاص و فدائیت کا ذکر فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ دولہا دلہن دونوں کو ایک دوسرے کے متعلقین سے حسن سلوک کی توفیق دے اور اس رشتہ کو مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔

نماز جنازہ

۲۰ جنوری کو حضور انور نے نماز عشاء سے قبل بیت الفضل کے سامنے عزیزہ عطیہ رشید بنت محمد عبد الرشید صاحب آف لندن، جو کہ مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے بھائی ہیں کے حاضر جنازہ کے ساتھ مکرم و محترم حضرت مولوی عطاء محمد صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ، پروفیسر مسعود احمد صاحب عاطف (واقف زندگی) ربوہ، مکرم صدیق امیر علی صاحب امیر جماعت کیرالہ (انڈیا)، مکرم مرزا البشیر احمد صاحب آف لنگروال (راولپنڈی) اور مکرمہ اللہ رکھی صاحبہ زوجہ مکرم شیخ فضل قادر صاحب (ربوہ) کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ موخر الذکر موصوفہ کیلئے صدر انجمن نے حضور انور کی خدمت میں نماز جنازہ غائب پڑھانے کی سفارش کی تھی۔ اس موقعہ پر لندن اور دیگر جماعتوں کے احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور وفات یافتگان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب وفات یافتگان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اللہ ان کے سب لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

قارئین الفضل سے حضور انور کی صحت، درازئ عمر اور جملہ عظیم الشان مقاصد کی تکمیل کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

رؤوف کاپی ہاؤس
کی جانب سے طلباء و طالبات کو
نیا سال "مبارک" ہو
نئی کتابیں اور کاپیاں نیز سامان سٹیشنری بارعایت خریدنے کے لئے تشریف لائیں
رؤوف کاپی ہاؤس
(اقصیٰ چوک ربوہ)